تُہندے خواب دی چھائی

احمد حسین مجاہد

تُہمدے خواب دی چھائی

احمد حسین مجاہد

مثال پبلشرز
رحیم سینٹر، پریس مارکیٹ، امین پور بازار، فیصل آباد

ترتیب

۱	ہندکو کا وارث شاہ محمد حنیف	۱۱
۲	حمد	۱۵
۳	نعت	۱۷
۴	سلام	۱۹
۵	پاکستان	۲۱
۶	بولیاں	۲۳
۷	کڑی نہا کے چوبارے بچونکلی	۳۳
۸	کہن کے دونڑیں جہان کِے کرساں	۳۵
۹	گل نینھ کردی گل ای اینجی پیاردی اے	۳۷
۱۰	اندرادی ایہہ ساڑ	۳۹
۱۱	اومزمان ہوئے دے	۴۱
۱۲	چھپڑاں روز پساڑے پچھے	۴۳

آپ کی بکس

۱۳	توڑو توڑ چڑھائی اے	۴۵
۱۴	مرگئی اے ما، مڑ اکے بنڑسی	۴۷
۱۵	نیندراں یار پلہا چھڑیاں	۴۹
۱۶	سَٹ چھڑی دنیا میں چہلا ہوئے داں	۵۱
۱۷	ہک اے کڑی انار	۵۳
۱۸	دکھاں دی پڑ تال نہ کردا	۵۵
۱۹	ہرویلے ہک میلہ آہسا	۵۷
۲۰	بٹے اتے لیک	۵۹
۲۱	ایہہ رات، بنڑ، ایہہ بیابان، تت توم آہے	۶۰
۲۲	سُنڑ مستانیا لوکا	۶۱
۲۳	پرچول	۶۳
۲۴	لمے روٹ دی بس بچ	۶۴
۲۵	ہک سفر دی کہانڑیں	۶۵
۲۶	''تا''	۶۷
۲۷	اَسّی دونڑیں	۶۸
۲۸	خط	۶۹
۲۹	ا	۷۲
۳۰	کدے کدے دل کردے	۷۳
۳۱	گلیاں دا ککھ	۷۵
۳۲	میں	

۳۳	سراپا	۷۹
۳۴	شیخ ہجراں	۸۲
۳۵	بوزنے	۸۴
۳۶	اوہ دہاڑا	۸۶
۳۷	نکی جئی ہک نظم	۸۸
۳۸	پِے تے پُتّر	۸۹
۳۹	مَزُور	۹۰
۳۸	دوہے	۹۱
۳۹	ماہیے	۹۳
۴۰	قطعہ	۹۹
۴۱	دوشعر	۱۰۰
۴۲	دوشعر	۱۰۱
۴۳	منظوم ترجمہ	۱۰۲
۴۴	نِکیاں نِکیاں گلّاں	۱۰۴
۴۵	کرنل فضلِ اکبر کمال دے ناں	۱۰۵
۴۶	گیت	۱۰۷
۴۷	گیت	۱۰۸
۴۸	کھیڈاں	۱۰۹
۴۹	میں جُلڑیں مائے سکول	۱۱۰
۵۰	دوزخ اَنچ اَگ نینھ	۱۱۱

آپ کے ہیں

آپ کی سنز

پہلے میں
ناں سُنڑیاں خدا دا

اللہ اکبر اللہ اکبر

فِر میں دیکھی اپڑیں ما

گُجھ اَن جانڑیں لفظ

جنہاں دا رَس ای اُن دا مطلب آہسا

ماؤ کولو سِکّے

ہونڑ میں سِنّی تختی اُتے

خواب گُجھ اَپڑیں لکّے

ہندکو کا وارث شاہ

۔ محمد حنیف۔

شیلے Defence of poetry میں کہتا ہے ''شاعر ایک ایسا بلبل ہوتا ہے جو سب کی نظروں سے اوجھل جھٹ پٹے میں بیٹھا اپنی تنہائی کو خوش گوار بنانے کے لیے گاتا ہے۔''

میں جب کسی پرندے کو تنہائی میں گاتے دیکھتا ہوں تو احمد حسین مجاہد یاد آجاتا ہے۔ وہ ایک مجلسی آدمی دکھائی دیتا ہے لیکن جب وہ گاتا ہے تو تنہائی کی تصویر بن جاتی ہے۔ ہمارے اِردگرد بہت سے لوگ شاعری کر رہے ہیں اور اپنی اپنی توفیق کے مطابق کوشش کر رہے ہیں کہ وہ بہتر ادب تخلیق کریں لیکن سب کے نصیب میں بامراد ہونا کہاں لکھا ہوتا ہے۔ وہ تو بس کسی شاعرِ کبیر کے لیے خام مال فراہم کرتے ہیں اور پچھلی صفوں میں کہیں گم ہو جاتے ہیں۔ غالبؔ اپنے عہد کا واحد شاعر نہیں تھا، اس کے معاصرین کی ایک فوجِ ظفر موج تھی لیکن کیا ہوا، کچھ کا تو صرف تذکروں میں نام آیا اور باقی طاقِ نسیاں کا حصہ ہو گئے۔

ہندکو جسے چند لوگ زبان کے بجائے بولی سمجھتے ہیں، انھوں نے شاید احمد حسین مجاہد کی ''ڈینچی'' اور ''ہُنڈے خواب دی چھائی'' نہیں پڑھی۔ جب کوئی بولی حسنِ اظہار کا ہفت خواں طے کر لیتی ہے تو وہ زبان بن جاتی ہے اور یہ کام احمد حسین مجاہد کے ہاتھوں انجام پانا

تھا سو اسی کے ہاتھوں انجام پایا۔ مجھے کامل یقین ہے کہ مجاہد نے جتنی آسانی اور
ساتھ حسنِ اظہار تک کا سفر کیا ہے کوئی کیا کر سکے گا۔

فرنچ دانش ور برونیٹیر کہتے ہیں کہ ایک کلاسیکی تخلیق اس لیے کلاسیکی کہلاتی ہے
اس میں انسان کی تمام قوتوں کو ایک وسیلۂ اظہار میسر آتا ہے۔ تخیل عقل کے حدود سے تجاوز
نہیں کرتا، جذبات ذوقِ سلیم کے قوانین کی خلاف ورزی نہیں کرتے، ذوقِ سلیم جذباتی
گرم جوشی کا گلہ نہیں گھونٹتا، مضمون ہیئت کی خوبیوں سے استناد اور اعتبار حاصل کرتا ہے
ہیئت مضمون کی دل چسپی سے محروم نہیں کرتی۔

احمد حسین مجاہد کی شاعری کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو یوں معلوم ہوتا ہے جیسے برونیٹیر
نے یہ سب کچھ ایسی ہی شاعری کے لیے کہا ہے۔ ایک سچا فنکار حال سے کبھی مطمئن نہیں ہوتا
کہ اطمینان تو تخلیقیت کی موت ہے۔ وہ جس یوٹوپیا میں رہتا ہے اس کے اصول اور قوانین
بیان کرتا ہے۔ وہ موجود پر تنقید اپنا حق سمجھتا ہے۔ احمد حسین مجاہد کی شاعری موجود پر عدم اطمینان
کا اظہار یہ ہے۔ محبت کی فراوانی کی خواہش اسی عدم اطمینان کا ردِ عمل ہے۔ کتاب کا نام ہی
اس عدم اطمینان کا اظہار ہے۔

مجاہد کے ہاں الفاظ اپنا خاندان بناتے ہیں۔ الفاظ ایک دوسرے سے اس طرح
مربوط ہوتے ہیں کہ اُن کے معانی میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔ کسی شعر میں کوئی لفظ ایسا نہیں
ہونا چاہیے جو اجنبی ہو کہ اس طرح معنی کی ترسیل پر اثر پڑتا ہے۔ مجاہد لفظوں کے استعمال میں
بڑی احتیاط برتتا ہے۔ احتیاط اچھا عمل ہے لیکن اس سے بعض اوقات خیال کی اور بےتکلفی متاثر
ہوتی ہے اور تفہیمی مسائل پیدا ہوتے ہیں لیکن عام طور پر اس کے الفاظ معنی کی ترسیل میں آسانی
پیدا کرتے ہیں اور یہی شاعرانہ کمال ہے۔

بے نیازی بھی ایک شاعرانہ وصف ہے اور یہ وصف ہر شاعر میں ہونا چاہیے۔ فن
فنکار کی ذات کا عکاس ہوتا ہے۔ فن کے ذریعے غیر محسوس طور پر وہ اپنی ذات کا اظہار کرتا
ہے۔ مجاہد کی شاعری سے اُس کی ذات کے وہ گوشے بھی عیاں ہوتے ہیں جنھیں وہ عام طور پر

چھپا تا رہتا ہے۔ وہ ایک معصوم، ہمدرد، محبت کرنے والا، پر خلوص انسان ہے اور چاہتا ہے کہ دنیا حسن و خیر کی آماجگاہ ہو۔

مجاہد کے ہاں روزمرہ اور محاورہ کا ایسا تخلیقی استعمال جس آسانی اور سہولت کے ساتھ ہوا ہے، میں نے کہیں اور نہیں دیکھا۔ وہ ایک سچا ہندکی ہے۔

ناسٹلجیا شاعری کا ایک اہم محرک ہے، مجاہد کی شاعری میں اس کی فراوانی ہے۔ اس کی نظم ''کھیڈاں'' تو فقط ناسٹلجیا ہے۔

ہر شخص اظہارِ ذات چاہتا ہے اس لیے اسے لوگوں سے کلام کرنا پڑتا ہے۔ مکالمہ کسی بھی معاشرے کا حسن ہے اور بعض اوقات دوسروں سے کلام کرتے ہوئے احساس ہوتا ہے کہ سامنے والا میری سطح سے بلند گفتگو کرتا ہے یا پست، تو پھر ابلاغ نہیں ہوتا۔ اس لیے خود کلامی کا سہارا لینا پڑتا ہے اور یہ ہر انسان کا مسئلہ ہے، مجاہد کا بھی، سو اُس کی شاعری کا بڑا حصہ خود کلامی پر مشتمل ہے۔ نظم ''خط'' خود کلامی کی خوب صورت مثال ہے۔

ارہن اپنی کتاب ''زبان اور حقیقت'' میں کہتے ہیں کہ شاعری وہی کہتی ہے جو اسے کہنا ہوتا ہے اور جو کچھ اسے کہنا ہوتا ہے وہ پورے طور پر بیان نہیں ہو سکتا، اگر وہ پورے طور پر بیان ہو جائے تو شاعری نہیں رہتی۔ شاعری اپنے آپ سے گزر کر مابعد الطبیعیات بن جاتی ہے۔

یادیں، ایمانیات، توہمات، داستانیں، کہانیاں اور رسوم و رواج آدمی کے دل میں گھر کیے ہوتے ہیں اسی لیے یہ ہمارے اظہار کا حصہ ہوتے ہیں۔ اس کے لیے کوئی کوشش نہیں کی جاتی، یہ خود ہی راہ پاتے ہیں۔ مجاہد کے ہاں ان کا استعمال فراوانی سے ملتا ہے اور یہ بات کسی شاعر کی سچائی کا مظہر ہوتی ہے۔ نظم ''سفردی کہانڑیں'' پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب چیزیں کتنی آسانی سے یکجا ہوئی ہیں۔

مجاہد نے شعریت سے مملو ''بولیاں'' لکھی ہیں اور میرا خیال ہے کہ وہ ''بولی'' کی نفسیات اور شیڈز سے آگاہ ہے۔ اس کی بولیاں پنجاب کے ادبی حلقوں میں گونجتی ہیں جس

سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ اس نے ہندکو میں بولیوں لکھ کر اس زبان کو اور بھی ثروت
مند کر دیا ہے۔

مجاہد کی شاعری میں بلا کی غنائیت ہے۔ غنائیت ایسی قوت ہے کہ جس میں شاعر
کی ذات روپوش ہو جاتی ہے۔ الفاظ خود بخود گاتے ہیں بالکل اسی طرح جس طرح کوئی پہیلی
تھوڑی دیر تک بیرونی قوت سے گھمایا جاتا ہے، پھر اسے چھوڑ دیا جاتا ہے اور وہ خود بخود
گھومنے لگتا ہے۔ مجاہد کی شاعری کے ساتھ کچھ وقت تو شعوری طور پر گزارنا پڑتا ہے پھر آدمی
محو ہو جاتا ہے اور اسے پتا ہی نہیں چلتا کہ وقت کدھر چلا گیا ہے۔ ایسی شاعری میں شاعر کسی
کے سامنے جواب دہ نہیں ہوتا۔ وہ صرف اپنے احساس، جذبے اور اپنی طبیعت کے قوانین کا
پابند ہوتا ہے، یعنی وہ کسی بیرونی قوت کا غلام نہیں ہوتا۔ جسے یہ آزادی میسر ہو وہ بڑا خوش
قسمت انسان ہے۔ یاد رہے کہ ہندکو کا پہلا غنائیہ یعنی ''قینچی'' لکھنے کا سہرا بھی احمد کے سر
ہے۔ احمد کو بجا طور پر ہندکو کا وارث شاہ کہا جاتا ہے۔

آپ کے ہیں

حمد
آرٹ کلب

پہلے خالی کر چُھڑدے
فِر لوئی نَل پَہر چُھڑدے

سینہ کھولدے بندے دا
ٹہاکے چھائی کر چُھڑدے

دل دے اُتے "لا" لِخ کے
اَگّے دنیا تَہر چُھڑدے

نور دے نال ملاندے نور
کملی کالی کر چھڑدے

دِیوا بالدے سَاہواں نچ
دل رَمزاں نَل پَہر چھُڑدے

جیہڑے دل سی خوش ہوندے
اُس کو مدینہ کر چھُڑدے

آپ کے لیے

نعت

کسی ہور نال نینھ لائی میں، تُڑے بوہے آنڑ کے بہہ گیاں
پچھے سَٹ کے ساری خدائی میں، تُڑے بوہے آنڑ کے بہہ گیاں

مِڑے سر تے پہارا ے گناہواں دا، میں آں کُوڑا مَیلیاں راہواں دا
دے نہ ہگدا اپڑیں صفائی میں، تُڑے بوہے آنڑ کے بہہ گیاں

مڑے بولڑاں دی ایہہ جا بھی نینھ، میں کِے آنڑیں ایہہ پتا بھی نینھ
کدے اپڑیں گل نینھ سُنڑائی میں، تُڑے بوہے آنڑ کے بہہ گیاں

اِتھے سُکھ دا آنڑ کے ساہ کہدے ، اِتھے اپڑاں بوریا باہ کہدے
کیاں سہندا ہور جدائی میں ، تُڑے بوہے آنڑ کے بہہ گیاں

نہ ہی لِکھیاں تھوہ تھوہ میں تختیاں ، نہ کتاباں کھول کے دیکھیاں
کیتی عشق والی پڑھائی میں ، تُڑے بوہے آنڑ کے بہہ گیاں

دِیوا بَلسی آپ ای بخت دا ، اِتھے چَھگڑا تاج نہ تخت دا
اِتھے رِہ کے گرساں کمائی میں ، تُڑے بوہے آنڑ کے بہہ گیاں

تُو ایں بادشاہواں دا بادشاہ ، مامیں گمی کمینے تے رحم کھا
جُلاں اِس تَو بدھ کھڑی جائی میں ، تُڑے بوہے آنڑ کے بہہ گیاں

تُڑے دَر سی دُور گزر گئی ، ایہہ حیاتی جیندیاں مَردیاں
جدوں رَو کے نعت کمائی میں ، تُڑے بوہے آنڑ کے بہہ گیاں

سلام

سر نیزے تے تارے دے
فِر بھی لشکر ہارے دے

مالک او دریاواں دے
جِن دا پانڑیں مارے دے

صحرا بچ معصوماں بھی
اوکھا وقت گزارے دے

آنڑ حسین دے پکڑے پیر
حُر دا سودا وارے دے

ڈاک گماندا کوفے دی
ڈاہڈا دُکھ ہرکارے دے

ایہجا غم اے سینے بچ
اپڑاں آپ بسارے دے

آ گئے قیدی سڑکاں تے
ویلا ہونڑ خسارے دے

کسراں جان پہچاوے نوکر
پیہڑا دور ہزارے دے

پاکستان

اپڑیں مٹی دی خوشبو اے
چارے پاسے لَو ای لَو اے
اپڑیں جند اے، اپڑیں جان اے
اپڑاں سوہنڑا پاکستان اے

کُجھ بھی آکھے پہانویں کوئی
چَن تارے دی لوئی لوئی
ٹُریاں تے فِر چِہر نینھ ہوئی
ہِک بیلی بھی سجڑوں سو اے
چارے پاسے لَو ای لَو اے

بڈے بزرگ دعائیاں دیندے
چڑھدے بُوٹے ہَرے ای رہندے
رکھوالے راتی نینھ سیندے
سوہنڑے جوان تے سوہنڑی خواے
چارے پاسے لَو ای لَو اے

اپڑیں دُکھ سُکھ ، عزت سانجھی
مٹی سانجھی ، غیرت سانجھی
پاک وطن دی محبت سانجھی
سانجھا دِیوا ، سانجھی لَو اے
اپڑیں مٹی دی خوشبو اے

آپ کے کمنز

بولی

دِیوا کہن کے میں گلی گلی ٹھونڈداں

کہڑی گلی لَو رہندی

بولی

گلاں کردی اے شیشے اَگے کھل کے

سینے اُتے پہلا ٹُردے

بولی

او کُڑی اے کہ آگا دی پنڈ کری
کہر کہر چھائی اُڈرے

بولی

کدے گل نینھ سلوک والی کردی
سڑ کے انگار ہوئے داں

آپ کے لیے ہیں

بولی

ٹانگا کھل گیا گلی بیچ آ کے
گملے بہ پھل سک گئے

بولی

واز مار کے اُڈار دی اے چڑیاں
مڑے دُر گنڈ کر کے

آپ کی پنجابی

بولی

سوہنڑی شکلی تے مانڑ نہ کریئے
ٹہاکے اُتے لَو بَلدی

بولی

کدے مُڑ کے نینھ تھہاندیاں ماواں

پہانویں کوئی کُجھ بھی کرے

آپ کی پہنچ

بولی

سارے کہرا کو غریب کر چھوڑیا

مائے تُد کے کیتا

بولی

چن دیکھدی اے کوٹھے اُتے گھل کے

پیراں بچ تارے رُل گئے

آپ ڈاٹ کام

کُڑی نہا کے چوبارے بِچو نکلی
جیاں لَو گسا تارے بِچو نکلی

جس دواں کو ہی چھائی کر چُھڑیا
اَبھجی اَگ بشکارے بِچو نکلی

لوکاں مڑے پِچھے جلسہ کیتا
مِڑی گَل تاں ہزارے بِچو نکلی

تُو ہَسی ایں تے گنڑکاں پکیاں
ساری بستی خسارے بِچو نکلی

جتھے چن راتی لیتھا، تارے ڈُب گئے
صبح تُہپ اُسی ٹُہارے بِچو نکلی

گڈی دُکھانَل پَہری دی نماشاں کو
بالاکوٹا دے بَزارے بِچو نکلی

آپ کے ہاتھ

کہن کے دونڑیں جہان کِے گرساں
میں پرائی دکان کِے گرساں

پِہلیاں اَگ پَیخائی ، ڈَنڈ باہیَ
ہونڑ پُچھدے کہ خان کِے گرساں

میں بھی کہن داں دہاڑی راتی ساہ
میں بھی پَہرساں تَو ان کِے گرساں

مِل جُلے ہونڑ تے مزا آوے
پچھلی عمری دی شان کِے گرساں

لِکھیا پڑھیا میں کُجھ بھی نینھ احمدؔ
آ گیا امتحان کِے گرساں

آپ ڈاٹ کام

گل نینھ کردی گل ای اینجی پیار دی اے
او لکیراں تے لکیراں ماردی اے

اِس سٹیشن تے نینھ گھلدی ریل گڈّی
فِر بھی چہلی روز بہاری ماردی اے

بانسری بَج دی اے کوئی راہ نینھ پُہلدا
روز نکّے تے او پہاروں چاردی اے

تُو بھی پی کے دیکھ ، میں تے روز پیندا اں
کی نہ مَن دا اَگ بھی سینہ ٹھار دی اے

فِر ڈبوندی اے محبت مار دی اے
پہلیاں کچّے کہڑے تے تار دی اے

آپ ڈاٹ کام

آپ ڈیز ڈاٹ کام

اَندرا دی ایہہ ساڑ

باراں مہینے ہاڑ

اپڑاں اپڑاں تیشہ
اپڑاں اپڑاں پہاڑ

میلی کر چھوڑی
چِٹی دُدھ دہاڑ

بَٹیا ! تُو کِے ڈردیں
پِچھاں مُڑ کے تاڑ

کرماں والی گَل کر
ساریاں لِکھیاں ساڑ

آپ کے ہاں ڈاٹ کام

آرٹ کلب

او مِزمان ہوئے دے
کہر اَسمان ہوئے دے

رَہخدا نینھ دلا اُتے ہَتھ
سُکا پشیمان ہوئے دے

کدے ساہ کہنسی ایہہ بُت
خَلاں جِریان ہوئے دے

چودھویں دا چن مڑا یار
لونڑاں دی دکان ہوئے دے

پہلے مڑی جند آہسا
ہُنڑ مڑی جان ہوئے دے

لوئی والا تارا اَج کل
کُتھے بندی وان ہوئے دے

کردا نینھ کی کوئی گل
ریڈوا تے آن ہوئے دے

آپ کے لیے ڈاٹ کام

چھپڑاں روز لَپاڑے پِچھے
بُوٹے پِچھے ، گہاڑے پِچھے

پہلیاں لگ دِی اے کھیڈ محبت
اندرو باہرو ساڑے پِچھے

اَگ نَل میرا پہانڈہ پَہر کے
نَس جُلدی اے ناڑے پِچھے

میں بھی آخاں مر گیاں میں
تُو تُو او بھی تاڑے پچھے

دنیا دی تُو کے گل کردیں
پے جلدی اے ماڑے پچھے

"توڑو توڑ چڑھائی اے"☆
جنت کیہجی جائی اے

آدمی چہلیا کے پچھدیں
کجھ مٹی ، کجھ چھائی اے

رنگ برنگے پھل کہن کے
اُس دی قمیض بنڑائی اے

☆---سید ابرار سالک مرحوم دا مصرع

میں بھی گل نہ کر سکدا
او بھی رَو کے آئی اے

کِے کِے برفاں دیکھیاں میں
کِے کِے اَگ پَچھائی اے

آپ کے ہیں کم

مَر گئی اے ناں ، مِڑا کے بنڑسی
پیہنڑ نہ پرہا ، مِڑا کے بنڑسی

عمر گزاری جِتھے ہَس کھیڈ کے
رہئی نہ او جا ، مِڑا کے بنڑسی

پِچھے اِگ بلدی اے ، قیہر چڑھے دے
اَگے دریا ، مِڑا کے بنڑسی

کھڑکی دے شیشے اُتے ساہواں دی اے تہند
مُکو سمجھا مِڑا کِے بنڑسی

ماردیں اُرار پار کیاں جوگیا!
مُکدی مُکا ! مِڑا کِے بنڑسی

آپ کے ہیں

نیندراں یار پُلھا چُھڑیاں
اکھیاں تاڑے لا چُھڑیاں

نِکّی عمری دے بَنج میں
پِینگاں اُچیاں باہ چُھڑیاں

اندرو جَندرا لا کے میں
کنجیاں کُرے گُما چُھڑیاں

اُتّو اُس کو لوکاں سنّو
پَٹیاں ہور پڑھا چھُڑیاں

اُچیاں نال پَہلچدیں تُو
میں بھی کُھریاں چا چھُڑیاں

اوکھے رَہ تے باہ چھُڑیاں
تُد میں ہور گُما چھُڑیاں

سرگم آپ ڈاؤن لوڈ ہاؤس

سَٹ چُھڑی دنیا میں چَہلا ہوئے داں
پہلے کولو کتنا سُکھلا ہوئے داں

چنگی پہلّی کھٹا کو ترَہنگا کیتے دے
کَم کاج کجھ بھی نینھ ، کھَلا ہوئے داں

جیاں کُجھ دیخداں نہ گل سُنڑداں
جائی تَو نہ ہَلدا ، میں سَلا ہوئے داں

ہَسداں نہ کھیڈداں ، تُو یاد آئے دیں
سنگیاں دے بیچ میں اَکھلا ہوئے داں

گل پلے پیندی اے نہ لگدے ایہہ دل
مُچ تنگ ہوئے داں ، بے ولا ہوئے داں

آپ کے لئے ڈاٹ کام

محمد حنیف دے ناں

آپ کی سہولت کے لیے

ہِک اے کُڑی انار
سو اُس دے بیمار

پِچھے ڈَنڈ تے ہاکڑ
اَگے لَمی قطار

باہرا دا ڈر چھوڑ
جندرا اندرو مار

دُکھاں دی پڑتال نہ کردا
اَپڑاں آپ خیال نہ کردا

دَس ! میں روگی کِہے بَل ہوساں
پھکّی کھانداں ، پال نہ کردا

اکھیاں نُوٹ کے لمّاں پئے داں
صدمے نال سوال نہ کردا

ہر جلدے پوہ وعدہ کرداں
ایہہ کجھ اگلے سال نہ کردا

سنگیاں نال نہ ہووے سوہنڑا
میسج کرداں ، کال نہ کردا

آپ کے ہاتھ

آپ کے بندے ڈاٹ کام

ہر ویلے ہِک میلہ آہسا
کیہجا سوہنڑا وَیلا آہسا

دیخدا آیاں سوہنڑے کو میں
نِکیاں بھی نخریلا آہسا

سوہلاں آنے خالص آہساں
کول نہ پہانویں تیہلا آہسا

کالے شاپنگ بیگ نہ آہسے
پچھڑے آہسے ، تھیلا آہسا

جنت آہسے کچّے ٹہارے
سوڑا رَہ بھی گیلا آہسا

جس جائی اے ٹھنڈ دکھاں دی
اِس جائی تربیلا آہسا

بٹّے اُتّے لیک
پَے گئی ہَور اُڈیک

دینا آوے تَے
سَوٹی کِہن کے شیک

سجڑاں دی ہر گل تے
آخڑاں پیندے ''ٹھیک''

کِے اے ایل۔او۔سی
لیک اے ، خونی لیک

LoC ☆

ایہہ رات ، بنڑ ، ایہہ بیابان ، تَت تَوم آہے
گُرے اکہلا نینھ انسان ، تَت تَوم آہے

نظر نینھ آندا ورے لَو بھی ہے تَے خوشبو بھی
کَہر آئے دے کوئی مزمان ، تَت تَوم آہے

دلا بہ کونڑ اے ، ذرا کَن تے لا کے سنڑ آواز
خدا اے یا کوئی شیطان ، تَت تَوم آہے

زلیخا باہندی اے اپڑیں خدا اُتے پلّا
تُو کی ایں اتنا پریشان ، تَت تَوم آہے

سُنڑ مستانیا لَو کا

اندرو سیخ تے باہروں آری
یاراں نال بھی تہو کھا
ایہہ جیاں نال نبھانڑیں یاری
گم اے ڈاہڈا او کھا
سُنڑ مستانیا لَو کا

اپڑیں پرائے مہنڑیں دیندے
ہر ساہ کُھنڈا ٹَو کا
اکھیاں چھلیاں سِیڑ کے رَہنیاں
منہ تے لایا بو کا
سُنڑ مستانیا لَو کا

پیر، فقیر، بزرگ، سیانڑیں

گوتم بدھ، اشوکا

وارث شاہ تے میاں محمد

میں آں بندہ لوہکا

سُنڑ مستانیا لوکا

سُنڑ مستانیا لوکا

آپ کی پنجاب

پرچول

پنجابی کمیونٹی
آپریٹو بینک

کل دفتری چھٹی کرساں
چھٹی کر کے
کرساں ایہہ پرچول
دنیا کی اے گول

کل دفتری چھٹی کیتی
چھٹی کر کے
کیتی ایہہ پرچول
کیہڑی جائی ہوندے سوہنڑا
بہندے کس دے کول

لمّے رُوٹ دی بس بچ

لمّے رُوٹ دی بس بچ کسی دہاڑے کوئی
نویں نگور کہانڑیں بھی تے پے ہگدی اے

بہہ ہگدے کوئی نال دی خالی سیٹ تے آ کے
مُڑدیاں شُڑدیاں بس چوٹارا دے ہگدی اے

ہتھ رَہِنج ہگدے کوئی میرے گوڈے اُتے
کوئی زنانی مونڈھے اُتے سے ہگدی اے

کِہن ہِکدی اے کُڑی کوئی پتہ میرا
اپڑیں فون دا نمبر بھی کوئی دے ہِکدی اے

اے راہ رِچھاں تے پکیاڑاں والا رہ اے
سَپ بھی ہوسن گوڈے گوڈے لَمّا کہاہ اے

ٹہاکے اُتوّ جنج جِناں دی جُلدی اے
ساہ اُچیاں کہنداں تے ساری گل کھلدی اے

آپ کے ہاتھ

''تا''

''تا'' کر کے تراہ گھڈ چُھڑیا ای
وے ظالما تُو ساہ گھڈ چُھڑیا ای
تُد پہلی واری گَل کیتی ہَس کے
اُچے نکے اُتو راہ گھڈ چُھڑیا ای

اَسّی دونڑیں

آپ کی سنز

اَسّی دونڑیں

(مٹی جوگے)

ساری راتی، چَھلیاں نالو
گلّاں کردے رہئے آں
سیت نہ لمّے پئے آں

خط

سخاوت دی ہٹّی تے ڈاک آئی ہوسی
رضائی کو چھوڑاں
جُلاں جُل کے دیخاں
سخاوت دا کِے اے
نکے دی ہٹی تے دو گاہک ہوون
تے جائیو نینھ ہلدا
جُلاں آپ ای دیخاں

سخاوت کنستر دے بچ سنّی لکڑی دا گُٹکا پرتیا
فِر ہِک پھُوک ماری

کنستری چھائی جئی اُڈری

سخاوت دی اَکھیاں دے کپیاں تے

بچھلی نماشاں دے نیہرے دا سرمہ

دوپہری کو آ کھنڈریا

دور ٹہاکے تے برفا دے پیکٹ کھلے

چھنگ چُہلی

سخاوت کنستر کو لَت مار کے ایہجا ہَسیا کہ ہَسدا رہیا

''بادشاہو! سیالا نینھ مُکدا''

سخاوت فر ہَسیا

''تُسی آپ کی آ گئیو بادشاہو!

کسی جا تکا ہتھ سنیہا بھی ملدا

تے میں ساریاں چیزاں کہر دے کے آندا''

سخاوت گلاں دا پنڈ کرہ

کدے چھٹ گھڑی چُپ نینھ ہوندا

شوکیسا تے ہتھ رَہ کے میں آخیا

''تاپ لیتھے تے سگریٹ دی ہوڑک ہوئی

سوچیا تُڑی ہٹی تے بہہ کے

میں سگریٹ دے دو چار کش لا کنا

نال ای دیخاں کہ خط شط تے نینھ آئے دا

ڈاکیا خط اِتھی تُڑی ہٹی تے ای چھوڑ جُلدے"

"تُسی بادشاہ او

کہڑا کوئی ایہجا ضروری خط آنڑیں

ایہہ موسم تے دیخو

دَسو! ڈاکیا پیہڑا ایہجے دہاڑے کی آوے"

سخاوت فِر ہَسیا

میں سگریٹ داٹوٹا انگوٹھے تے رکھ کے

شہادت دی انگلی کو گولائی دِتّی

کمان ایہجی چھوڑی کہ سگریٹ داٹوٹا

ہوا ہو گیا

شاڑھی مونڈھے تے سَٹ کے میں اُٹھیاں

سخاوت دا کِے اے

سخاوت کَسائل محبت نینھ کیتی۔

۱

نہ کوئی نقطہ اُتّے تلّے

نہ کوئی آسے پاسے

دیوے کونڑ دلاسے

کدے کدے دل کردے

کدے کدے دل کردے
پھل پھگیاں سی ٹانگے بچ باہ کے
لہواں کڑیاں دے کالج اگے آ کے
جتھے شاہ بادشاہ پانڑیں پہروے
کدے کدے دل کردے

کدے کدے دل کردے
نیلی ٹہنڈا بچ تاری ماراں
جندرا اُتے رات گزاراں
دیخاں ویلا اُتھے کسراں گزردے
کدے کدے دل کردے

کدے کدے دل کردے
کسی کھوکھے سی پکوڑے کھاواں
سینے اُتے مُوا فوٹو لاواں
کرے گلاں جے زمانہ کردے
کدے کدے دل کردے

کدے کدے دل کردے
کھٹا اپڑیں تے بلیاں سوال کے
کہر اگے بہواں راتی اگ بال کے
کتابو ہے اگے ساری راتی ٹھر دے
کدے کدے دل کردے

کدے کدے دل کردے
ٹلاں سنگیاں دے نال ناراں کو
دیکھاں رہ بچ اپڑیں گراں کو
جتھے ٹھا کا بھی پکھا کولو ڈردے
کدے کدے دل کردے

گلیاں دا گیت

کاری نہ آسی ، دل ای ڈھاسی ، لاسی ہزاراں چ بزار
ہر جائی کھلسی ، ہس ہس کے ملسی ، لوکاں دی لگسی قطار

لو ایجی آہسی ، مڑ کے نہ تھہاسی ، کے کے میں کرداں خیال
سرگی دا تارا ، کردے اشارا ، چھلیا نہ کر انتظار

ہیچے دہاڑے ، کس ہور تاڑے ، لمیاں اُڈیکاں پیاں
لارے ای لارے ، چن اے نہ تارے ، لو بھی نہ تھہاسی ادھار

دُکھ دی کہانڑیں، میں کِہے سُنڑاڑیں، دَسڑیں میں کِہے اپڑاں حال
گلیاں دا گگھ آں ، نیہرا کلکھ آں ، میں آں غماں دا غبار

آخاں خدایا ! اُس نیہر چایا ، میں کِہے کراں ، میں مراں
لمّاں وچھوڑا ، ویلا اے تھوڑا ، ساہواں دا کِہے اعتبار

آپ کے لیے

میں

مڑے سر تے بدلاں دی چھاں بھی نینھ
مڑا اُچّا پہارا ناں بھی نینھ
مڑے ہتھ بچ کوئی کمال نئیں
میں کوئی قطب ابدال نئیں

میں ڈُبدیاں کشتیاں تاراں کے
میں جاگ کے رات گزاراں کے
ایہہ جندکاں دی کھڈیال نئیں
میں کوئی قطب ابدال نئیں

دیہہ ٹہک کے نیڑے آندا نیہہ
کوئی مڑیاں قسماں چاندا نیہہ
مڑے پلّے عملاں دا مال نئیں
میں کوئی قطب ابدال نئیں

میں سیہہ تے سواری نیہہ کیتی
کوئی نہر بھی جاری نیہہ کیتی
جو کیتے اُسدی مثال نئیں
میں کوئی قطب ابدال نئیں

انسان آں میں ہِک عام جیہا
میں عاشق آں بدنام جیہا
اِتھے مڑے جیاں دا کال نئیں
میں کوئی قطب ابدال نئیں

مڑے پِچھّے خلقت رونڑاں نیہہ
کوئی عرس تے میلہ ہونڑاں نیہہ
میں احمد مادھو لال نئیں
میں کوئی قطب ابدال نئیں

سراپا

چھاں جیاں تُہپا نچ سیڑ چھڑی اے
پُھلا نالو کھلی دی اے، سوہنڑی کُڑی اے

کنڑکا دے ڈوگے نالو پَہری پَہری دی
اپڑیں جوانی کولو ڈَری ڈَری دی

گلے نچ چاندنی دا ہار باہئے دے
دل نچ نواں نواں پیار باہئے دے

ہوکاں اتے ماکھیا دا رس پئے دے
دل کالی اکھیاں دے وس پئے دے

ہل ہیجا لوئی کل پہر ٹپھریے
دیوا جیاں شیشے اگے تہر ٹپھریے

ہتھاں نچ زمی دعاواں والی اے
کھوئی جیاں جگاں دے راہواں والی اے

لک جیاں لو کرے دورہ آندی اے
ہیک تیر تہانڑواں دی لہارا کھاندی اے

لٹھے اتے پھل جیہا لاٹھاں مارے
ساہواں دا ایہہ سیک ملو ہور نھارے

کاں کول ہولا دے اوڑے کھلے دے

چیڑا جیاں جنگلاں دی خُہند ٹہکی دی
چیڑیاں سی خَمدی مینھ لُو بکھی دی

نازاں نال ٹُردی اے شُکت کھول کے
چَہلا کر چُھڑدی اے ہَس بول کے

سرواں دا بُوٹا جیاں راہ پئے دے
چودھویں دے چناں بچ ساہ پئے دے

شیخ ہجراں

شیخ ہجراں!
میں مراثی
اپڑیں ناں داٹھول پِنڈاں
کگھ نینھ پلّے
او تمے کو آخو دروازہ تے کھولے
میں پرانڑیں دیویاں نچ تیل باہواں
چار سو سالاں سی چُپ مٹّی پھلوراں
ٹھنڑیاں سی
او ہوادی فائلاں لہاڑاں

جتھاں بیج لو پہری دی اے
کدے رمزاں دی گھنڈاں
کھول کے دیخاں
پرانڑیں حرف جوڑاں
شیخ ہجراں!
اوتمے کو آخو
دروازہ تے کھولے۔

آپ کی سہولت کے لیے

شیخ ہجراں: ہندکو دے پرانڑیں شاعر جن دا مزار شنکیاری بیچ اے

اوتم سنگھ: شیخ ہجراں دا ہانڑیں شاعر

بوزنے

بوزنا تے میں بھی آں
بوزنا تے تُو بھی ایں

ٹہائے ٹیہے ٹَپدے آں
تِہنگ مَتنگی نَچدے آں
دوئے جیاں اَگ دے آں
بوزنا تے میں بھی آں
بوزنا تے تُو بھی ایں

سینہ تے لیر لیر ہیا اے
گدڑاں کولو اردے آں
چیندے آں نہ مردے ہیں
بوزنا تے میں بھی آں
بوزنا تے تُو بھی ایں

عاشقی دا چا بھی اے
نوکری بھی کردے آں
دونڑیں پاٹے رہندے آں
آوے نالو پھٹدے آں
بوزنا تے میں بھی آں
بوزنا تے تُو بھی ایں

نکی جئی ہک نظم

دیخ کے بلدے بجھدے تارے
دل آخے کجھ عرض گزاراں
مچ مجبور آں ، مچ لاچار آں

نکّی جئی ہک نظم نینھ ہوندی

پِے تے پُتّر

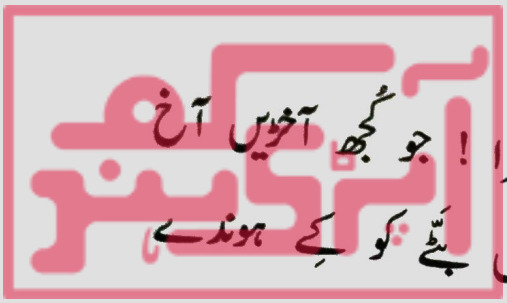

پُترا ! جو کُجھ آخریں آخ
اِس بَٹّے کو کِے ہوندے
پِے تے آخر پِے ہوندے

مَزُور

سارا سال مَزُوری کرداں
بَٹّے ٹھوندا، پانڑیں پَہرداں
دریا تَے میں پُل بنڑائے
صحرا بِچ میں تَمبو لائے
اَسماناں تَے جہاز اُڈارے
ڈُوہنگے پانڑیاں چَپُو مارے
ٹھَہا کا کُھن کے نہر بنڑائی
رُلیاں ڈاہڈا جائی جائی
فِر بھی دنیا ہَتھ نہ آئی

دوہا

اَگے کُتے پھونکدے، سَیّاں دا شُونکار
کیہجی جائیو آنڑ کے دریا کیتا پار

دوہا

کِسراں بنڑدے آہلڑاں، کِسراں تھہاندی اے چوگ
میں تُڑے دَر دی کبوتری، لائے نینھ ایہہ روگ

ماہیا

ساری گل ای مُکا چھوڑی
کیاں ٹیلی فون کراں
ماہیے سِم بدلا چھوڑی

ماہیا

ڈاہلا پھجیا گڑس کر کے
ایہجا تُو یاد آئیں
میں آ گیاں بس کر کے

ماہیا

چَن چہڑا کولو دور آیا
کچّی فصلاں تے
تُو ہَسی ایں تے بور آیا

ماہیا

گل بنڑ کے کی بگڑی
تکو چنا کِے پروا
گن گپ کے لا تھگڑی

ماہیا

کھٹ بُوٹے تلو چا چھوڑی
نِکّی جئی گل آہسی
تُد رُس کے بدھا چھوڑی

ماہیا

اَکھیاں بِچ پئی چھائی
زَخماں تے ہتھ رَکھ کے
مکو ہَسڑاں دی گَت آئی

قطعہ

نِکّی جئی ہِک گل کرساں
ہور میں کیہڑا چھل کرساں
اپڑاں مُوڈ خراب نہ کر
رہڑاں دے چل کل کرساں

دو شعر

دل آخے اُس اَنّی کند بچ کھڑکی لا
میں سوچاں ہُنڑ ویلا کیے برباد کراں

ہِک بُک پانڑیں ڈوہل کے تُخدی مٹی تے
آ کوئی سوہنڑی جئی خوشبو ایجاد کراں

دو شعر

کُجھ اَشنائی آنڑاں والے کل دی دیہہ
کُجھ لج پالا ! موتُو والے چھل دی دیہہ

صدقہ دیہہ کُجھ اپڑیں سوہنڑیاں ہونڑاں دا
خیر کدے خوشبو جئی سوہنڑی گل دی دیہہ

اقبال دے کلام دا ہندکو ترجمہ

محاورۂ مابینِ خدا و انسان

خدا

جہاں را ز یک آب و گل آفریدم
تُو ایران و تاتار و زنگ آفریدی
من از خاک پولادِ ناب آفریدم
تُو شمشیر و تیر و تفنگ آفریدی
تبر آفریدی نہالِ چمن را
قفس ساختی طائرِ نغمہ زن را

انسان

تُو شب آفریدی ، چراغ آفریدم
سفال آفریدی ، ایاغ آفریدم
بیابان و کُہسار و راغ آفریدی
خیابان و گلزار و باغ آفریدم
من آنم کہ از سنگ آئینہ سازم
من آنم کہ از زہر نوشینہ سازم

خدا

میں ہِک ای خمیرا سی دنیا بنڑائی
تُد ایران ، توران ، حبشہ بنڑایا
بنڑایا میں مٹی سی لوہے کو خالص
تُد اس کولو اسلحے دا فتنہ بنڑایا
گُھاڑا بنڑایا کہ ماریں تُو بوٹے
پکھیرو دے کیتے تُو پنجرہ بنڑایا

انسان

تُو نیہرا بنڑایا ، میں دیوا بنڑایا
تُو مٹی بنڑائی ، میں پیالہ بنڑایا
تُو ٹہاکے ، بیابان تے بنڑ بنڑائے
تے میں باغ لائے ، بغیچہ بنڑایا
میں اوآں کہ بٹّے سی شیشہ بنڑاداں
میں زہراسی جینڑاں دا نسخہ بنڑاداں۔

نِکیاں نِکیاں گلاں

رو رو کے یاد کرداں او حوض میں گراں دا
او چار چٹیاں بطخاں او ویلا حیرتاں دا
کہاہ کیہجا سوہنڑا آہسا اُس حوض دے کنارے
پُھل کھیلیاں دا موسم اَسمان لشکاں مارے
مڑ مڑ کے ٹُہا کیاں تے چَہڑ ایہجا چَڑھدا آہسا
کھوئی تے آ کے جِسراں کُڑیاں دے منہ تے ہاسا
ایہہ نکیاں نکیاں گلّاں رو رو کے یاد کرداں
رو رو کے یاد کرداں ، آئی بغیر مرداں

نواح:William Allingham

کرنل فضلِ اکبر کمال دے ناں

چل گئیں اوکھی چال شاباشے
فضلِ اکبر کمال! شاباشے

ساری عمری تُو ڈاہڈی لَو کیتی
فِر کوئی دیوا بال شاباشے

چھیڑ فِر درد دا کوئی قصہ
کھول کُجھ دل دا حال شاباشے

اُٹھ کے یاراں دی ٹہل سیوا کر
ہس کے ہر گل نہ ٹال شاباشے

سے گئیں ٹہک کے ٹیہر مٹی دا
کجھ نہ کیتا خیال شاباشے

ساری خوشیاں اساں غریباں دیاں
ٹُر گئیں کہن کے نال شاباشے

چِٹی وردی بہ بہہ کے ٹانگے تے
کُر گئیں ، کُجھ دسال شاباشے

مڑ کے آنڑاں نینھ ہونڑ اُس احمدؔ
اپڑیں اتھرو سمال شاباشے

گیت

جندڑی گہل مُکھلی
سودائی تے چھلّی

اکھیاں بیچ میں رات گزاراں
فکراں دل بیچ لکھ ہزاراں
دیخاں بُوہا بلّی

نکلی گہر توں تلیاں مل کے
اپڑاں ناں تے روپ بدل کے
لوکی آخن چھلّی

منتاں من کے منگیا رب سی
ہونڑ چھپاندی پھردی سب سی
سوہنڑا سونے دی ڈلّی

گیت

کُجھ بھی نینھ دنیا، ایہہ خواباں دی کباڑی اے
قسمت ماڑی اے

اَکھ جِیاں گچ دی بَلور چمکے
ہوٹھاں اُتے مِٹھا مِٹھا شور چمکے
اینجی سوہنڑی کُڑی تے ماں میں پہلی واری تاڑی اے

گلے جدوں مِل سی تے کِے بنڑسی
پُھلا نالو کِھل سی تے کِے بنڑسی
نِکّی جئی ہَسی اے تے بستی اجاڑی اے

پَہندے انگاراں اُتے رُل گیاں میں
کہڑی جائیو آیا آہساں پُھل گیاں میں
یار دے وچھوڑے نچ جندڑی میں ساڑی اے

(ہک لوک گیت دی طرز)

کھیڈاں

(بچیاں واسطے)

سانجھا ہووے پنڈ وسکا اپڑاں
باہندے پھراں تمہال
کھیڈاں والی بال

ساریاں گلیاں ،اپڑیاں گلیاں
سارے اپڑیں کہار
کھیڈاں گیٹی مار

لمّی مار اُڈاری بیبا
سرگی ویلے جاگ
کھیڈاں چھتر پہاگ

میں جُلڑیں مائے سکول

(بچیاں واسطے)

رَوڑا ہووے پانہویں بدّل گجّن
برفاں پَوِن، ٹگ ٹگ دَندڑیاں بجّن
میں جُلڑیں مائے سکول

کُتے پھونکن، لَمّا اوکھا رَہ ہووے
رَہ بچ گوڈے گوڈے اُچّا کہاہ ہووے
میں جُلڑیں مائے سکول

دل آخے میں پَہارا بستہ چاواں
جو کُجھ سِخّاں، مڑ کے کہار سنڑاواں
میں جُلڑیں مائے سکول

دوزخ اَچ اَگ نینھ

(ہک پرانڑیں حکایت ہندکو مکالماتی نظم دی صورت اَچ)

پیر: (اپڑیں مریدا کو آواز دیندے)

پھولیا!

او پھولیا!

تُو کہڑی جائی مر گئیں

حُقہ تازہ کر

مرید: اِتھی آں جی

تُساں دیاں پَیراں نچوں اُٹھ کے

میں ہَور کہڑی جائی جلساں

(اُراں پَراں ٹُوہنڈ دے تے ماچس ای نینھ تھہاندی

ہَولے جیاں آخدے)

مرید: ماچس ای مینھ تھہاندی پیرو!

پیر: گلاں ذرا گھٹ کر

حُقہ تازہ کر

پہانویں دوزخاسی اَگ آنڑ

مرید: صدقے جی پیراں اُتو

(بُوہے سی اُوباہر آندے

دے مارساڈھے چار

ٹُردیاں ٹُردیاں

دوزخادے بُوہے اَگے جُل پہچدے)

دوزخ دادارو غا: کونڑایں تُو؟

مرید: پیراں دامرید آں جی

دارو غا: دوزخادے بُوہے اَگے کِے کردیں؟

مرید: حُقہ تازہ کرڑیں جی

پیراں سُنڑآنھیے کہ دوزخاسی اَگ آنڑ

دارو غا: چَہلیا مریدا!

جُل پیراں کوایہہ گل دَس

دوزخانچ اَگ نینھ

جہڑا پیہڑا اِتھے آندے

آپاجوگے اَگ آپانال آنڑدے

احمد حسین مجاہد کی ہندکو شاعری اپنی تہذیبی اور ثقافتی روایات کے اعتبار سے نہ صرف ہزارہ اور کشمیر کا احاطہ کرتی ہے بلکہ ہندکو بولنے والوں کی نمائندگی بھی کر رہی ہے۔ مجاہد کا تعلق بالاکوٹ کے سبزہ زاروں سے ہے اور اس کی یہ نسبت جہاں اس کے تخلیقی تخیل کو ہر لمحہ متحرک رکھتی ہے وہاں اس کی شاعری میں وہی پہاڑی سوز و گداز بھی فعال نظر آتا ہے جو دور پہاڑی سلسلوں سے گونج کی صورت میں ہم تک پہنچتا ہے۔ احمد کی "قینچی" اس حقیقت کی بہترین ترجمان ہے۔

احمد حسین مجاہد کی ہندکو شاعری کو اس لیے بھی منفرد مقام حاصل ہے کہ یہ شاعری مقامی طرز احساس، رسوم و رواج، پرانی روایات، عشق و محبت اور ہجر و وصال کو اتنی خوب صورتی سے ہم آہنگ کرتی ہے پڑھنے والے پر سحر طاری ہو جاتا ہے اور وہ دیر تک سرشاری کی کیفیت میں رہتا ہے۔

امان اللہ خان امان

Misaal PUBLISHERS
misaalpb@gmail.com
Ph:+92-41-2643841, Cell:0300-6668284

9 789695 814031